مولانا نے انتساب کے عنوان سے "آئینۂ حق" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ قدس میں پیش کی ہے لیکن حضرت میاں علی محمد خانصاحب، مولانا محمد نور اللہ نعیمی صاحب اور حضرت بابا فرید الدین رح کے وسیلہ سے پیش کی ہے ـــــــــــ اور دوسری جگہ تحدیثِ نعمت کے عنوان سے اپنی والدہ محترمہ سے متعلق ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ خواب میں انہیں خاموش بیٹھے دیکھ کر خاموشی کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"بیٹا! ابھی تھوڑی دیر ہوئی، شہنشاہِ کائنات سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور تمہیں السلام علیکم فرماتے تھے"

اس سے قطع نظر کہ یہاں "تمہیں السلام علیکم فرماتے تھے" کی بجائے "تمہیں سلام فرماتے تھے" ہونا چاہیئے تھا، سوال یہ ہے کہ مولانا منظور احمد صاحب کو تو چلئے کتاب پیش کرنے کے لئے وسیلہ کی ضرورت پیش آگئی لیکن کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مولانا تک سلام پہنچانے کے لئے وسیلہ کی ضرورت تھی؟ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر ناظر ہونا خاص شخصیات تک ہی محدود ہے؟

آئینہ حق کا حاشیہ "یا فرید" "یا فرید" لکھ کر پورا کیا گیا ہے، معلوم نہیں اس سے کیا مراد ہے، یہ کسی شخصیت کا نام ہے یا خدا کی صفت پیش نظر ہے؟

کتابت اور طباعت کا معیار عمدہ ہے، کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں نظر آئی ہیں مثلاً "حضور" کی بجائے "حضور"، "گوارا" کی بجائے "گوارہ"، "ہوش و حواس" کی بجائے "ہوش و ہواس"، "شہنشاہوں" کی بجائے "شہناؤں" اور "زیرِ تسبیل" کو "زیرِ تسل" لکھا گیا ہے (صفحہ ۳، ۶، ۶، ۸۲، ۱۱۷، ۱۲۹، ۱۳۳) وغیرہ وغیرہ!

"آئینۂ حق" میں "عیسائی" کی طرف سے سوال کے جواب میں "مسلمان" نے کچھ ایسے مسائل بیان کئے ہیں جو ہمارے نزدیک قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح نہیں ہیں۔ خصوصاً فصل دوم میں بانیٔ اسلام پر اعتراضات اور انکے جوابات کے ضمن میں علم غیب کا مسئلہ اور اسی طرح وسیلہ کا مسئلہ وغیرہ۔ ان کے جواب اور توضیح کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں۔

نام کتاب : قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق

مصنف : مولانا سمیع الحق صاحب (مدیر "الحق")

ضخامت : ۹۶ صفحات

قیمت : ۲/۵۰ روپے

ناشر : مکتبۃ الحق" دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور۔

مولانا سمیع الحق صاحب کا گراں قدر کتابچہ "قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق" اس دور کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے، پاکستان ہی میں نہیں پورے عالم اسلام میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں جو چیز آڑے آرہی ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمان اسلام کے نظام اخلاق سے بے بہرہ اور عملی طور پر اسلامی اخلاقیات سے عاری ہیں۔ جب تک دل کے آئینہ پر سے بد اخلاقی کا تہ در تہ جما ہوا غبار نہیں اترے گا نور اسلام کی کرنیں نہ اس آئینہ کو روشن کریں گی اور نہ ہی وہ اس سے ٹکرا کر ماحول کو منور کریں گی۔

قرآن جو اسلام کا منشور و دستور ہے، ہدایت کرتا ہی ان لوگوں کو ہے جو متقی ہوں یہ دور جھوٹ، دغا، قتل و غارت گری، چوری، ڈاکہ، بدکاری و سیہ کاری، ہوس پرستی و فحاشی، خود غرضی اور مفاد پرستی کا دور ہے۔ ایسے دور میں نئی نسل اخلاقیات کا سبق لے تو کہاں سے؟ اخوت، دیانت، شفقت، محبت، عبادت، ایثار، خلوص، شائستگی، وسعت قلبی، طہارت، سادگی اور رحمدلی کا فقدان ہے اور نہ تو ان خوبیوں کو اپنانے کے لئے کوئی عملی نمونہ نظر آتا ہے اور نہ ہی تبلیغی جدّوجہد! ابلاغ کے سارے ذرائع (الّا ماشاء اللہ) خواہ انفرادی سطح پر ہوں، خواہ حکومت کے زیر اثر، یوں معلوم ہوتا ہے وہ سب باقاعدہ منصوبہ کے تحت اخلاق کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔

مولانا سمیع الحق صاحب کو اللہ تعالیٰ اجزائے خیر دے کہ انہوں نے ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ کتابچہ مرتب کیا۔ اس مختصر کتاب میں وہ سب کچھ آگیا ہے جو اس موضوع پر کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً اخلاق کی اہمیت اور اس کی اصلاح کا طریق قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا ہے۔ غیر اسلامی اقوام، ممالک، مذاہب اور تعمیر اخلاق، اسلامی عبادات اور تعمیر اخلاق، اور آخر میں یہ بحث بڑی جاندار اور مؤثر ہے کہ اسلام محض ایک فلسفۂ اخلاق ہی پیش نہیں کرتا بلکہ تحریک اسلامی کے بانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اسی فلسفہ پر مبنی عملی انقلاب بھی برپا کیا۔ زبان شگفتہ، انداز بیان شستہ، کتابت و طباعت کا معیار عمدہ ہے اور قیمت نہایت واجبی!